ملتی ہے، حکمت، قول اور فلسفۂ عمل کی باریکیاں ملتی ہیں۔ معاشرت کے اصول ملتے ہیں اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی ملی زندگی کی تاریخی کڑیوں کو جوڑتے ہیں، اور اپنے فکر و ذہن کو اس دورِ سعید تک لے جانے میں کامیاب ہوتے ہیں، جس میں نبوت نے پہلے پہل سانس لیا۔ اس سے انکار کرنے والے حضرات یہ تو دیکھتے ہیں کہ کچھ حدیثیں وضع کی گئیں مگر اس بات پر غور نہیں کرتے کہ وضع و تلبیس کی کارروائی سے اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا بلکہ الٹا اس کے حاملین نے اس کے ڈھانچہ کو اور مضبوط اور نظام کو زیادہ مستحکم بنا دیا تاکہ کسی مفسد کا طائرِ وسوسہ بھی اس طرف پرواز نہ کر سکے۔ جو فرد یا جماعت بھی اس نظام کو ڈھانے کا ارادہ کرتی ہے وہ درحقیقت سارے دین کی بیخ کنی کے درپے ہے۔ اور جو شخص بھی اس کی مدافعت کرتا ہے وہ ستائش کا مستحق ہے۔ مولانا عبدالحمید صاحب آرشد کو خداوند تعالیٰ اجر دے کہ انہوں نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اس اہم مسئلہ پر قلم اٹھایا۔ کتاب میں بحث کا آغاز جس اچھے طریقہ سے کیا گیا ہے، افسوس ہے کہ وہ سلسلہ آخر تک قائم نہیں رہا۔ کہیں کہیں غیر ضروری باتیں بھی درج کر دی گئیں۔ پھر جس سنجیدہ گفتگو اور پُر وقار لہجہ کی ضرورت تھی اُس کا بھی بعض جگہ خیال نہیں رکھا گیا۔ اغلاط کی کثرت بھی پڑھنے والے پر گراں گزرتی ہے۔ مگر اس کے باوجود جس محنت اور عرق ریزی سے مصنف نے اس اہم دینی فریضہ کو انجام دیا ہے ہم اُس کے لیے یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے اور اس کوشش کو قبول عام بخشے اور انہیں توفیق دے کہ وہ دوسرا ایڈیشن نکالتے وقت ان خامیوں کو دُور کر سکیں۔

آلۂ مکبر الصوت | مصنفہ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب۔ ناشر: ادارۂ اشرف العلوم دارالاشاعت بندر روڈ کراچی ۱ ۔ قیمت ۸ آنے۔ صفحات ۴۴۔

مولانا موصوف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ دینی مسائل کو سمجھنے میں اُن کا مرتبہ اپنے ہمعصروں میں نہایت بلند ہے۔ زیرِ نظر رسالہ مولانا کی دقتِ نظر کا آئینہ دار ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ میں شائع ہوا تھا اور اب اسے ۱۵ سال کے بعد دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ اس مرتبہ نظرِ ثانی میں بہت سی ترمیمات اور اضافات